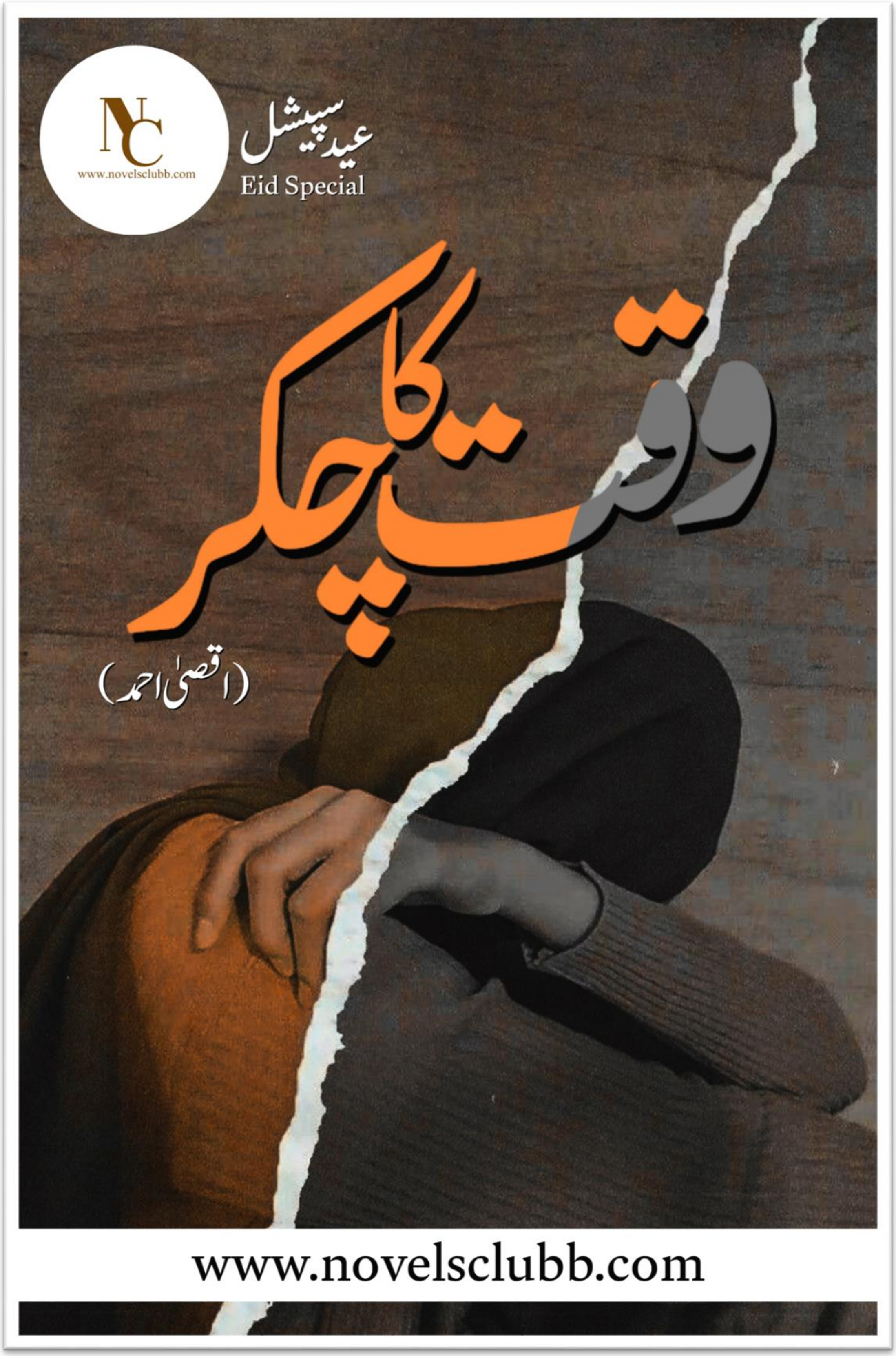
www.novelsclubb.com
عید سپیشل
Eid Special
وقت کا چکر
(اقصیٰ احمد)
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

وقت کا چکر

از قلم

اقصیٰ احمد

www.novelsclubb.com

اس دنیا کی بھیڑ میں تنہا تھی میں۔

مجھے تھاما میرے اللہ نے۔

وہ جاگ تو پہلے سے ہی رہی تھیں مگر فون پر لگائے ہوئے الارم کے بجنے پر تو اب انہیں اٹھنا ہی تھا۔

الارم بند کرتیں وہ اٹھیں تھیں۔اپنے بالوں کو گول کر کے جوڑا بنایا اور خود پر سے چادر ہٹاتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ کھڑے ہوتے ہی ایک نظر بیڈ کی دوسری جانب لیٹے ہوئے اپنے شوہر پر ڈالی اور کمرے سے نکل آئیں۔کمرے سے نکل کر اپنا رخ کچن کی جانب کیا کیونکہ سحری بناتے بناتے وقت نکل جاتا تھا اور پتا بھی نہ چلتا تھا۔

کچن میں آکر لائٹ جلائی، قمیص کے آستین کہنیوں تک فولڈ کیے اور آٹا پرات میں ڈال کر گوندھنا شروع کیا۔وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے۔بہت کچھ پیچھے چھوٹ جاتا ہے اور بہت کچھ حاصل ہو کر بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

رحما روز ہی سحری کے وقت انہیں سوچوں میں غرق کام کرتی رہتی تھی۔

آٹا گوندھنے کے بعد پیڑے بنائے اور ساتھ رات کا سالن فریج سے نکالا اسے اوون میں گرم ہونے کیلئے رکھا، ایک چولہے پر چائے چڑھائی دوسرے پر توا رکھ کر پراٹھے بیل کر ڈالنے شروع کیے۔اب وقت سوچوں سے باہر نکلنے کا تھا۔

"ارکان بیٹا اٹھ جاؤ۔ابو اور دادو کو بھی اٹھا کر لاؤ سحری کا ٹائم ہو گیا ہے۔" رحما نے کچن سے ہی پراٹھے بناتے بناتے آواز دی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ارکان جاگ رہا ہو گا اور تہجد پڑھ کر بیٹھا ہو گا۔

"بن گئی سحری؟" ارکان کچن میں داخل ہوتا ماں کے دونوں کندھوں کو پکڑتا عقیدت سے ان کے سر پر بوسا دیتا پوچھ رہا تھا۔یہ اس کی پرانی عادت تھی۔

"بن گئی ہے تم اپنے ابو اور دادو کو اٹھا لاؤ جلدی سے تاکہ وہ سحری کر لیں۔" رحما اپنے بائیس سالہ بیٹے کے گال کو پیار سے چھوتے ہوئے مسکرا کر بولیں تھیں۔

وہ ہاں میں سر ہلاتا ہوا کچن سے باہر چلا گیا اسی کے ساتھ ہی رحما کی مسکراہٹ بھی چلی گئی۔وہ دوبارہ سحری بنانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

منیر صاحب اور ان کی امی بھی اب آکر دستر خوان پر بیٹھ چکے تھے جو کہ ارکان پہلے ہی بچھا چکا تھا۔ رحما سحری ارکان کو پکڑاتی اور وہ اپنے ابو اور دادو کو پیش کرتا جاتا۔ دونوں کی سحری لگانے کے بعد رحما نے ارکان کو اس کی سحری دی وہ اپنی سحری لیکر دستر خوان پر بیٹھ گیا۔ رحما اب اپنے لیے پراٹھا جلد بازی میں بنا رہی تھی کیونکہ سحری کا وقت ختم ہونے میں صرف بارہ منٹ باقی تھے۔ جلد بازی میں پراٹھا تھوڑا جل بھی گیا تھا۔ رحما جلدی جلدی پراٹھا چنگیر میں نکالتی، چائے کپ میں انڈیل کر دستر خوان پر آکر بیٹھی جہاں ارکان ابھی بھی اس کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ رحما کے بیٹھتے ہی اس نے کھانا شروع کیا۔ جبکہ منیر صاحب اور ان کی والدہ سحری کر کے آٹھ بھی چکے تھے۔ رحما اور ارکان نے سحری ختم کر کے برتن اٹھائے اور ارکان مسجد چلا گیا۔ رحما کچن سمیٹ کر اب نماز پڑھنے کی تیاری کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

منیر صاحب کو آفس بھیج کر اب رحما گھر کے کام کر رہی تھی۔ صفائی کرنے کے بعد دھونے والے کپڑے نکال کر مشین میں ڈالے اور باقی کپڑے تہہ کر کے الماری میں رکھے۔ مشین سے

کپڑے نکال کر کھنگالے اور چھت پر ڈال کر آئی۔اپنی ساس کے اوپر نیچے کام بھی کرتی رہی اور بالآخر افطاری کی تیاری میں جٹ گئی۔

افطاری کے وقت بھی ارکان ہر کام میں ماں کا ہاتھ بٹاتا تھا۔افطاری کا وقت ہو گیا تھا مگر ابھی بھی وہ آخری پکوڑے تل رہی تھی۔کچن میں ہی کھجور سے روزی کھولنے کے بعد وہ دستر خوان پر آئی تو سب افطاری کر چکے تھے۔منیر صاحب نماز پڑھنے جا چکے تھے اور اماں بھی اٹھ چکی تھیں۔صرف ارکان ہی تھا جو ابھی بھی دستر خوان پر موجود ماں کا انتظار کر رہا تھا۔ماں کے ساتھ افطاری کر کے وہ بھی مسجد چلا گیا تھا۔

افطاری کے بعد سب کو کھانا کھلا کر رحما بیڈ روم میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔منیر صاحب کام میں مصروف تھے۔

رحما نے بیڈ پر لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔وہ جسمانی طور پر نہیں بلکہ ذہنی طور پر تھک چکی تھی مگر فرق کسے پڑتا تھا۔

اس وقت آ کر زندگی کسی فلم کی طرح نظروں کے سامنے گھومنے لگتی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جب رحما اپنے ماں باپ کے گھر ہوتی تھی۔ زد کر کے یا ناراض ہو کر وہ اپنی ہر چیز منوالیا کرتی تھی۔ ہر کسی کی اٹینشن رحما کو چاہیئے ہوتی تھی اور سب ہی رحما کو بہت پیار کرتے تھے۔ رحما کی دو بہنیں اور دو بھائی تھے۔ رحما مڈل چائلڈ تھی۔ مگر گھر میں سب سے زیادہ رحما سے ہی پیار کیا جاتا تھا۔ پھر ایک دن رحما کیلیئے رشتہ آیا اور کافی پوچھ گچھ کے بعد رحما کی شادی کر دی گئی۔

رحما پردہ کرتی تھی اور اسے شوہر بھی دین دار ملا تھا۔ مگر ایسے دین دار شوہر کا کیا جو اپنی بیوی کو ہی نہ سمجھ سکے؟

بہت کچھ بدلا تھا۔ رحما نے سوچوں کو جھٹک کر سونے کی کوشش کی تھی۔ تھکان کے باعث آنکھ لگ تو گئی تھی مگر نیند بھی کچی تھی، سکون کہیں نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

پچیسویں سحری تھی۔ رحما معمول کے مطابق سحری بنا رہی تھی۔ اچانک پرانی یادوں نے ذہن پر قبضہ کیا تھا۔ مگر آج ایسا قبضہ کیا کہ رحما کی طبیعت کافی عرصہ بعد بگڑی تھی۔ نہ جانے کیا ہونے والا تھا۔ رحما بھاگتی ہوئی کچن سے باہر آئی تھی۔ ارکان ماں کو ایسے دیکھ کر گھبرایا ہوا ان کے پاس

پہنچا تھا۔وہ ابھی ماں کے پاس کچن میں ہی آنے والا تھا کیونکہ آج پہلی بار ماں نے اسے آواز نہیں لگائی تھی۔

"کیا ہوا امی آپ ٹھیک ہیں؟؟"ارکان ماں کو صوفہ پر بٹھاتا کچن سے پانی لینے بھاگا تھا۔پانی لا کر ماں کے لبوں سے لگایا۔رحما سے پانی بھی زیادہ نہ پیا گیا۔

"ارکان! مجھے میرے گھر لے چلو پلیز اپنے بابا سے کہو اتنا ظلم اچھا نہیں ہوتا۔میں بھی کسی کی اولاد ہوں۔مجھے لگ رہا ہے کچھ برا ہونے والا ہے۔ تمہیں اللہ کا واسطہ..."رحما ہذیاتی انداز میں کہہ رہی تھی۔ارکان کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔کیونکہ جب بھی ارکان نے اپنی ماں سے ان کے گھر والوں کے متعلق دریافت کیا تو ایک ہی جواب ملتا وہ نہیں ہیں۔

"امی کونسے گھر آپ مجھے بتائیں میں آپ کو لے چلتا ہوں۔"ارکان نے ماں کو اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا اور ان کے بال سہلا رہا تھا۔اس نے اپنی ماں کو ایسی حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔اتنے میں منیر صاحب بھی آوازیں سن کر لاؤنج میں پہنچ چکے تھے۔رحما اور ارکان کی بات بھی وہ سن چکے تھے۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی رحما۔" منیر صاحب غصے سے بولے تھے۔ منیر صاحب کی آواز پر رحما سیدھی ہوتی اپنے بیٹے کے پیچھے چھپی تھی۔

"کیوں نہیں جائیں گی امی؟ میں لے کر جاؤں گا ان کو۔" ارکان اپنی جگہ سے اٹھتا باپ کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

"تم بیٹے ہو بیٹے ہی رہو میرے باپ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب میں نے کہہ دیا ہے یہ کہیں نہیں جائے گی مطلب کہیں نہیں جائے گی۔" منیر اپنے بیٹے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا بول رہا تھا۔ اسے برا لگا تھا اپنے بیٹے کا ایسے باپ کے سامنے کھڑے ہو جانا۔

"نہ میں باپ بننے کی کوشش کر رہا ہوں اور نہ ہی میں آپ کی بات مانوں گا۔ امی کو میں لے کر جاؤں گا میں بھی دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے۔" ارکان کہتا ہوا اپنی ماں کی بازو تھام کر انہیں اٹھاتا دروازے کی جانب لیجانے لگا تھا۔

"اگر جانا ہے تو دوبارہ یہاں قدم مت رکھنا۔" منیر صاحب کا کہنا تھا کہ ارکان نے مڑ کر ایک نظر منیر صاحب کو دیکھا پھر اپنی ماں کو اور دوبارہ باہر کی جانب بڑھنے لگا۔ منیر صاحب پیچھے ہکا بکا کھڑے تھے۔ رحما کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ارکان نے ماں کو گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی سٹارٹ کرتے ماں سے گھر کا پتا پوچھنے لگا۔رحمانے ڈرتے ڈرتے پتا بتایا تھا۔ایک طرف اپنے گھر والوں کی فکر اور محبت دوسری طرف شوہر کا گھر۔ پچھلے تئیس سال سے رحما اپنے آپ کو مار کر اپنے شوہر کے گھر میں پڑی تھی۔جہاں کسی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔وہ پھر بھی اپنا فرض نبھا رہی تھی۔ کبھی رحمانے عید کے جوڑے تک کی خواہش نہ کی تھی اور نہ ہی منیر صاحب کبھی خود سے رحما کیلئے کچھ لائے تھے۔اب وہ واپس جا رہی تھی اپنے شوہر کے خلاف۔کیا چیز تھی جس نے رحما کو ایک دم جھنجھوڑا تھا؟

رحما راستہ بتاتی جا رہی تھی اور ارکان گاڑی گھماتا جا رہا تھا۔رحما کا دل مسلسل بے چین تھا۔موسم نے بھی رخ بدل لیا تھا۔بجلی چمک رہی تھی اور بادل گرج رہے تھے۔

بالآخر ایک گھر کے باہر رحمانے ارکان کو گاڑی روکنے کا بولا تھا۔رحما کو کچھ ہوش نہیں تھا اس کا دوپٹہ کہاں تھا کہاں نہیں وہ بس جلدی سے دروازہ کھولتی گاڑی سے اتری تھی۔گھر کے گیٹ کو دیکھتے رحما کے قدم تھمے تھے۔کتنے سال گزر گئے تھے مگر یہ گھر نہیں بدلا تھا۔وہی تختی تھی، وہی گیٹ کا رنگ جو رحما کی پسند سے کروایا گیا تھا۔مگر قدم رحما کے اپنے بھائی کو دیکھ کر تھمے

تھے۔جو کہ جلد بازی میں گھر کو تالا لگا رہا تھا۔رحما کے دل کو کچھ ہوا تھا۔وہ اتنے سالوں بعد بھی اپنے بھائی کو پہچان گئی تھی۔رحما کا بھائی جیسے ہی پیچھے مڑا اس کے بھی قدم تھم گئے تھے۔اتنے سال،اتنے سال گزار کر وہ آج آہی گئی تھی مگر کیا رحما نے دیر کر دی تھی؟رحما کا بھائی کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔

رحما نے قدم آگے بڑھائے تھے۔ایک ایک قدم من من بھاری محسوس ہوتا تھا۔

"ارسلان تم اتنی جلدی میں کہاں جا رہے ہو؟باقی سب کہاں ہیں؟مجھے امی سے ملنا ہے۔"رحما اپنے بھائی کے پاس آتی اس کے ہاتھ تھام کر بولی تھی۔ارسلان ہوش کی دنیا میں آیا تھا۔ہوا نے بھی زور پکڑا تھا۔

"رحما امی کی طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی تھی،ابو اور باقی سب انہیں ہسپتال لیکر گئے ہیں۔تم چلو جلدی۔"اتنے سالوں کو پیچھے چھوڑے وہ اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے ہی لگا تھا جب سامنے سے ارکان آتا دکھائی دیا۔ارسلان نے ایک نظر سامنے کھڑے نوجوان کو دیکھا پھر نظریں پھیر کر رحما کو۔

"یہ تمہارا بھانجا ہے ارکان۔" رحما جلد بازی میں بولتی خود ارسلان کو کھینچ کا آگے کو لیجا رہی تھی۔ اپنی ماں کی حالت کا سن کر رحما کی حالت بھی بگڑ رہی تھی۔

ارکان نے آگے بڑھ کر ماں کو سنبھالتے ہوئے گاڑی میں بٹھایا اور ارسلان کو بھی بیٹھنے کا کہا۔

ارسلان پچھلی سیٹ پر رحما کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔

گھر سے ہسپتال تک کا سفر بہت لمبا محسوس ہو رہا تھا۔

سنا تھا جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں مگر آج بادل گرجنے کے بعد برسنے بھی لگے تھے۔ نہ جانے کون زیادہ غمگین تھا۔

---

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھی امی جان منیر صاحب کو بہت کچھ بولنے میں مصروف تھیں جبکہ منیر صاحب پریشان سے یہاں وہاں چکر کاٹ رہے تھے۔

"کہا تھا ناں نظر رکھو اس پر۔ دیکھو کیسی تربیت کی ہے بیٹا ماں کو لے کر چلا گیا ہے۔ اب کون گھر سنبھالے گا۔ کون کھانے پینے کا دیکھے گا۔" امی جان بولتی جا رہی تھیں اور منیر صاحب کا پارہ چڑھتا جا رہا تھا۔

"آپ مہربانی کر کے چپ کر جائیں۔ مجھے فکر اس بات کی ہے آخر اتنے سال بعد کیوں رحما نے اتنی زد پکڑ لی واپس جانے کی۔ پہلے تو کبھی ایسے نہیں کیا اس نے۔" منیر صاحب چکر کاٹ رہے تھے ساتھ ساتھ پیشانی مسل رہے تھے۔ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ دونوں نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ منیر صاحب اپنے کئی سال پہلے کیے گئے فیصلے کے بارے میں سوچ رہے تھے جو انہوں نے جزباتی ہو کر کیا تھا۔

بیوی کے ساتھ ساتھ اکلوتا بیٹا بھی جا چکا تھا جسے اپنا سہارا سمجھ کر پالا تھا۔ کیا کچھ غلط تھا؟ کیا واقعی منیر صاحب نے غلط کیا تھا؟

ہسپتال پہنچتے ہی رحما نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر کو بھاگی تھی۔ بارش ہونے کو وجہ سے وہ پوری بھیگ چکی تھی مگر اس وقت پرواہ کسے تھی؟ وہ بس اپنی ماں کو دیکھنا چاہتی تھی، اپنی ماں کے لمس کو محسوس کرنا چاہتی تھی۔

ریسیپشن پر وہ بمشکل پہنچی تھی۔ آس پاس لوگ اسے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ مگر رحما ارد گرد سے انجان تھی۔ رحما کیلئے اس وقت دنیا میں کوئی آواز نہیں تھی، کوئی شخص نہیں تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میری۔۔۔امی۔۔۔کہاں ہیں؟"ریسیپشن پر کھڑی لڑکی سے وہ بمشکل پوچھ پائی تھی۔حلق سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

ارسلان رحما کے پیچھے آتا اسے ریسیپشن سے ایمرجنسی وارڈ کی طرف لے گیا تھا۔

ریسیپشن کے پاس کھڑے لوگ رحما کو جاتا دیکھ رہے تھے۔وارڈ کے قریب پہنچتے ہی اسے اپنے گھر والے نظر آئے تھے۔رحما اپنے قدم آگے نہ بڑھا سکی۔قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھے۔ارسلان نے رحما کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا بھی مگر رحما ہاتھ چھڑاتی وہیں زمین پر بیٹھ گئی تھی۔آنسو خود بخود جاری ہو گئے تھے۔برسوں سے بنجر آنکھوں سے آج پانی بہنے لگا تھا۔

ارکان نے دور سے ماں کو زمین پر بیٹھے دیکھا تو دوڑتا ہوا آیا اور ماں کو کندھوں سے تھام کر اٹھایا۔

رحما کے والد رحما کو دیکھ چکے تھے۔اتنے سالوں بعد اپنی اولاد کو اس حالت میں دیکھ کر بوڑھی ٹانگوں سے بھی جان نکل گئی تھی۔وہ وہیں بینچ پر ڈھے گئے تھے۔اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھتی رحما ارکان کے ہاتھ کندھوں سے ہٹاتی،قدم قدم چلتی باپ کے پاس آئی اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔سب رحما کو دیکھ کر حیران بھی تھے اور سب کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے۔

"مجھے معاف کر دیں ابو میں نے بہت دیر کر دی۔" اپنے باپ کے گھٹنے پر سر رکھے رحما روتی جا رہی تھی۔

"نہ بیٹا تو کیوں معافی مانگ رہی ہے؟ اللہ غارت کرے منیر کو جس کی وجہ سے تیری ماں آج اس حالت میں ہے۔" اپنے باپ کے منہ سے اپنے شوہر کیلئے ایسے الفاظ سن کر رحما کو برا بلکل نہیں لگا تھا۔ کیونکہ رحما جانتی تھی کہ اس کے گھر والوں نے کتنا برداشت کیا ہے اور خود رحما نے کیا کیا سہا ہے اتنے سالوں میں۔

"جب سے تو گئی تھی تیری ماں بیمار رہنے لگی تھی۔ اتنے سال اس نے بیماری میں گزارے رحما! اتنے سال مگر منیر کو رحم نہیں آیا۔ میں گڑگڑایا تھا منیر کے آگے کہ ایک بار تجھے تیری ماں سے ملوا دے مگر اس نے ایک نہ سنی۔ آج تیری ماں ہار گئی رحما۔ اتنے سال انتظار کرنے کے بعد آج وہ تھک گئی۔ تو دعا کر بیٹیوں کی دعا لگتی ہے۔" رحما کے سر پر مسلسل ہاتھ پھیرتے، آنسو بہاتے وہ بول رہے تھے اور رحما کا دل اپنے باپ کے الفاظ پر بند ہو رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"امی کو کچھ نہیں ہوگا ابو مجھے ان سے ملنا ہے۔" رحما کہتی ہوئی بمشکل اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جسم سے جان نکل رہی تھی۔ وہ تسلی تو دے رہی تھی مگر سمجھ نہیں آرہا تھا تسلی خود کو دے رہی ہے یا اپنے باپ کو۔

"رک جا بچے ڈاکٹر علاج کر رہا ہے۔ دعا کر بس۔" رحما اپنی ماں کو دیکھنے کو بے چین تھی مگر کوئی سمجھ نہیں رہا تھا۔ ارکان اپنی ماں کی حالت دور کھڑا دیکھ رہا تھا۔ وہ ان لوگوں کو وقت دے رہا تھا شاید خود کو بھی۔ کسی نے ارکان کی طرف نہیں دیکھا تھا سب تکلیف میں تھے آس پاس سے بے خبر۔

کچھ وقت گزرا اور ایک ڈاکٹر باہر آیا۔ رحما اور باقی سب ڈاکٹر کی طرف لپکے تھے۔

"امی کیسی ہیں میری کیا میں ان سے مل سکتی ہوں؟" کوئی کچھ بھی بولتا اس سے پہلے ہی رحما بولی تھی۔

"ابھی ان کی حالت بہت خراب ہے کچھ ہی وقت ہے ان کے پاس اور ہم زیادہ لوگوں کو اندر جانے نہیں دے سکتے، رحما کون ہیں آپ میں سے؟ پیشنٹ مسلسل رحما کا نام لے رہی ہیں۔ اگر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ یہاں موجود نہیں ہیں تو جلدی ان کو بلوالیں۔۔۔۔"ڈاکٹر ابھی بول رہا تھا کہ رحما اس کی بات کاٹتی ہوئی بولی۔

"میں ! میں ہوں رحما مجھے لیکر چلیں۔"رحما کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر فوراًرحما کو وارڈ میں لے گیا۔

ڈاکٹر کے پیچھے چلتے ہوئے رحما کا جسم کانپ رہا تھا،دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

بیڈ کے قریب پہنچتے ہی جب نظر نالیوں میں جکڑی ہوئی عورت پر پڑی تو رحما کے حواس یہ ماننے سے انکاری تھے کہ یہ اس کی ماں تھی۔بہت سال گزر گئے تھے۔مگر رحما اپنی ماں کی اس حالت کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔اس کی ماں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی نالیوں میں جکڑی ہوئی پڑی تھی۔

رحما بھاگتی ہوئی ماں تک آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"امی ! یہ کیا حالت بنالی ہے آپ نے اپنی۔میرے ساتھ چلیں ناں گھر میں نے آپ سے بہت باتیں کرنی ہے۔بہت کچھ شیئر کرنا ہے،مجھے ایسے تو چھوڑ کے مت جائیں ناں۔"رحما ماں کا ہاتھ بمشکل تھامے،بہتے آنسوؤں کے ساتھ بول رہی تھی۔یہ منظر دروازے کے باہر کھڑے گھر والے دیکھ رہے تھے اور زاروقطار رو رہے تھے۔

"امی مجھے معاف کر دیں۔ معاف کر دیں مجھے۔۔۔۔ میری وجہ سے، صرف میری وجہ سے آپ آج اس حال میں ہیں۔ آپ کیوں جا رہی ہیں؟ جانا تو مجھے چاہیئے۔" رحما کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا بول رہی ہے بس وہ بول رہی تھی۔ ماں نے آنکھیں بمشکل کھول کر رحما کو دیکھا تھا۔

"رحما!" آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا۔ بمشکل اتنا ہی لفظ ادا ہوا تھا کہ رحما کی ماں کی آنکھ کے کونے سے ایک آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہوا اور آنکھیں کھلی رہ گئیں، سانسیں تھم گئیں، آوازیں بند ہو گئیں۔

اور یہی وہ لمحہ تھا جب رحما کو محسوس ہوا مرنا کیسا ہوتا ہے۔ ماں کے ساتھ ساتھ رحما کو اپنا دل بھی بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"امی!" ایک زوردار چیخ تھی جو رحما کے حلق سے نکلی تھی۔ اور پھر ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔

رحما کو جب سے ہوش آیا تھا وہ پاگل سی ماں کو ڈھونڈ رہی تھی۔ ماں کو غسل دے دیا گیا تھا اور اب جنازے کے باقی انتظامات کیے جا رہے تھے۔ رحما جب کمرے سے باہر آئی تو سامنے اپنی ماں کی میت دیکھ کر رحما کو لگا وہ واقعی مر چکی۔

ایک ماں چلی جاتی ہے تو سب ختم ہو جاتا ہے۔ایک لڑکی کا مائقہ ماں سے ہی ہوتا ہے۔ایک ماں چلی جاتی ہے تو ایک راز دار چلا جاتا ہے۔

رحما کی ماں نہیں رحما خود بھی مر چکی تھی۔اس کی پوری دنیا اجڑ گئی تھی۔

وہ بھی دن تھے جب رحما،ماں کے ساتھ ہستی تھی،انہیں تنگ کرتی تھی،رو رو کر اپنی چیزیں منواتی تھی۔وہ اپنی ماں کو تب خوش دیکھتی تھی۔اور آج جو عورت سامنے بے سدھ پڑی تھی یہ وہ ماں نہیں تھی۔وہ ماں کہیں بہت پیچھے چھوٹ گئی تھی۔

ایک عورت کی کیا زندگی ہوتی ہے؟پہلے اپنے شوہر کی خوشیوں کا خیال رکھا،پھر اپنی اولاد کی۔بعد میں اولاد کے دکھ لے کر دنیا سے چلے جانا؟

www.novelsclubb.com

"امی اٹھیں ناں!آپ کو میں ناں بہت زیادہ کھلاؤں گی،پلاؤں گی۔دیکھنا آپ بہت موٹی ہو جائیں گی پہلے کی طرح۔"رحما ماں کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ رہی تھی۔

ارسلان نے رحما کو کندھے سے تھامتے ہوئے کھڑا کیا اور ارکان کو اشارے سے بلایا۔ارکان نے آکر ماں کو تھاما تھا۔

اب جانے کا وقت تھا۔میت کو کندھوں پر اٹھا لیا گیا تھا۔

رحمانے خود کو چھڑوانے کی کوشش کی مگر اس بار ارکان نے رحما کا رخ اپنی جانب موڑ کر ان کا سر اپنے سینے سے لگایا۔

"ارکان انہیں روکو۔ دیکھو امی سو رہی ہیں انہیں کچھ نہیں ہوا ابھی تو انہوں نے مجھے کچھ کہنا تھا۔ مجھے پوچھنے تو دو وہ کیا کہنا چاہ رہی تھیں۔ انہوں نے آخری بار مجھے پکارا تھا ارکان۔ روکو انہیں۔۔۔" ارکان ماں کو چھوڑ نہیں رہا تھا جبکہ رحما بولتے بولتے ایک بار پھر ارکان کے بازوؤں میں ہی جھول گئی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر ہر آنکھ روئی تھی۔ کون تھا جس کا دل نہ روتا یہ منظر دیکھ کر۔

کہاں سب عید کی تیاریاں کر رہے تھے اور یہاں رحما اور اس کے گھر والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔

ہر کسی کی عید ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کہیں کوئی خوشیاں مناتا ہے تو کہیں کوئی تکلیف میں اللہ کے آگے آنسو بہاتا ہے۔

رحما کی آنکھ کھلی تو اپنے سامنے ارکان کو بیڈ پر اپنے قریب بیٹھے پایا۔ آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر کھولیں اور نظریں کمرے پر دوڑائیں تو منیر صاحب کو کمرے کے دروازے کے پاس کھڑے پایا۔

رحما فوراً اٹھ بیٹھی تھی۔

"تم! تمہیں شرم نہیں آئی یہاں قدم رکھتے ہوئے۔ ارے میری ماں کو تو کھا گئے کیا رہ گیا باقی۔ ارے ہاں ابھی میں تو زندہ ہوں تم کیسے مجھے زندہ دیکھ سکتے ہو۔ فکر مت کرو جلدی مر جاؤں گی میں بھی۔" رحما ہذیاتی انداز میں بول رہی تھی اور بولتے بولتے اس نے اپنے بال کھینچنا شروع کر دیئے تھے۔ ارکان نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کر پکڑا تھا۔

"تمہیں یہاں آنے کس نے دیا؟ دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔" رحما، منیر صاحب کی طرف اشارہ کرتی چیختی ہوئی بول رہی تھی۔

"رحما دیکھو مجھے معاف کر دو۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے۔ میں تمہارا دکھ کم نہیں کر سکتا مگر مجھے معاف کر دو۔ ایک موقع دے دو سب ٹھیک کرنے کا۔ امی گھر پر تمہارا انتظار کر رہی ہیں چلو میرے ساتھ پلیز۔" منیر صاحب کہتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"رک جاؤ وہیں پر! ایک قدم بھی آگے مت بڑھانا۔ معاف کر دوں؟ تمہیں؟ غلطی ہو گئی تم سے؟ اچھا مزاق ہے منیر صاحب! اچھا چلیں جائیں میری مری ہوئی ماں کو زندہ کر کے لے آئیں۔۔۔۔ یاں مجھے میری زندگی کے تیئس سال دے دیں واپس میں آپ کو معاف کر دوں گی۔ اور آپ کی ماں میرا انتظار کر رہی ہے یا گھر کو سنبھالنے والی کوئی دوسری نہیں مل رہی آپ کو؟" رحما ارکان کے بازو خود پر سے ہٹاتی کھڑی ہوئی اور چلتی ہوئی منیر صاحب تک آئی تھی۔

"صرف اپنی انا میں آپ نے منیر صاحب آپ نے اتنی زندگیاں برباد کیں۔ کیا کہا تھا میرے بھائی نے آپ کو؟ صرف اتنا ہی ناں کہ میں مصروف ہوں آپ کا کام نہیں کر سکوں گا پلیز اس بار آپ خود اپنی امی کو سٹیشن سے لے آئیں۔ کون سی بڑی بات ہو گئی تھی؟ اپنی ماں تک کی ذمہ داری خود اٹھا نہیں سکتے۔ اس کیلئے بھی آپ میری فیملی پر ڈیپینڈنٹ تھے۔ اور جب میرے بھائی نے منع کیا تو آپ نے آنا کا مسئلہ بنا کر مجھے میرے گھر آنے سے ہی روک دیا۔ میں نے بھاگ کر تو شادی نہیں کی تھی۔ میرے ماں باپ کی ہی پسند تھے آپ۔ وہ چاہتے تو میرا گھر توڑ کر بھی مجھے اپنے ساتھ رکھ سکتے تھے مگر انہوں نے اپنی بیٹی کے گھر کو اہمیت دی۔ دیکھ لیں کیا صلہ دیا ہے آپ نے ان کی قربانیوں کا۔ اب جائیں آپ اور آپ اب میری زد دیکھیں گے۔ خلع کے پیپرز

مل جائیں گے آپکو اب دفع ہو جائیں آپ۔" کہہ کر رحما رکی نہیں تھی باتھروم میں بند ہو گئی تھی۔اس نے اتنا بڑا فیصلہ کیا تھا کہ ارکان اور منیر صاحب دونوں ہی حیران کھڑے تھے۔

دو سال بعد

رحما اور منیر صاحب کا رشتہ ختم ہو چکا تھا۔ارکان اب اپنی ماں کے ساتھ رہتا تھا۔دو سال گزر چکے تھے۔پھر عید آ چکی تھی۔رحما اپنے کمرے کی کھڑکی پر کھڑی تھی۔

"امی اس بار بھی عید نہیں منائیں گی؟" ارکان ماں کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔وہ عید کی نماز پڑھ کر آ چکا تھا۔مگر اپنی ماں کو اسی حالت میں دیکھ کر ارکان کا دل دکھا تھا۔دو سال سے رحما نے عید نہیں منائی تھی۔

"جن سے عید تھی وہی نہیں تو عید منا کر کیا کرنا۔" رحما نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ موسم گرم تھا۔پرندوں کی آوازیں سماعتوں سے ٹکرا رہی تھیں۔بہت کچھ بدل گیا تھا۔

"اگر آپ کی امی آپ کو اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوتیں تو بے شک آپ ایسے ہی عید منائیں۔لیکن اگر نہ ہوتیں تو ان کیلئے ہی عید منا لیں۔اللہ کی چیز تھی اللہ نے لے لی۔اللہ اپنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

محبوب بندوں سے قربانی مانگتا ہے۔آپ اللہ کی رضا میں راضی ہو کر اس کی رضا کیلئے ہی عید منالیں۔باقی سب بھی آپ کا ہی انتظار کر رہے ہیں سوچیں نانا آپ کو خوش دیکھ کر کتنا خوش ہوں گے۔اپنی تکلیف میں کیا آپ ان کو بھی بھلادیں گی؟جو ہیں ان کی تو قدر کریں ورنہ اللہ چھین لیتا ہے۔"ارکان نے ماں کا رخ اپنی طرف موڑ کر سمجھایا۔رحما تو بھول ہی گئی تھی وہ دو سالوں سے سب کچھ فراموش کیے ہوئے ہے۔بغیر کچھ کہے اپنی آنسو صاف کرتی رحما ہاں میں سر ہلاتی باتھروم میں بند ہو گئی تھی۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد وہ لاؤنج میں آئی تھی۔سب رحما کو دیکھ کر حیران اور خوش تھے۔ابو نے رحما کو گلے لگاتے ہوئے پیٹھ پر تھپکی دی تھی۔

سب رحما سے عید ملے اور سب نے آج رحما کو عیدی دی تھی۔بس ماں کی کمی تھی جو کوئی پوری نہیں کر سکتا تھا۔

جانے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔لیکن اللہ کی رضا میں راضی ہونا بھی انسان کو سیکھنا چاہیئے۔

عید خوشی کا تہوار ہے جو لوگ ہیں ان میں خوشیاں بانٹیں جو جا چکے ہیں ان کیلئے دعا کریں۔

آپ سوچ رہے ہوں گے اتنی چھوٹی سی بات کو کون آنا کا مسئلہ بناتا ہے اور لڑکی کو اس کے گھر جانے سے روکتا ہے؟ یہ حقیقت ہے۔ بہت سے ایسے واقعات ہوتے ہیں لوگ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو آنا کا مسئلہ بنا کر دوسروں کی زندگیاں برباد کر دیتے ہیں۔

ختم شدہ۔

www.novelsclubb.com